جنابت کے احکام

جنابت کی وجہ سے غسل کیوں ضروری ہے:

سوال: آدمی حلال ہے یا حرام۔ اگر حلال ہے تو اس کو پاک ہونے کی کوئی ضرورت نہیں وہ خود پاک ہے اور اگر حرام ہے تو حرام کی نماز کیوں جائز ہے؟

الجواب

آدمی جنابت وغیرہ کی وجہ سے ناپاک ہوجاتا ہے، اور غسل کرنے سے پاک ہوجاتا ہے۔ پس غسل کرے تاکہ نماز صحیح ہو۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۵۸، ۱۵۹)

جنابت میں غسل کی حکمت:

سوال: ایک ہندو نے اعتراضاً مجھ سے کہا کہ اہل اسلام اندھا دھند عبادت کرتے ہیں اور تحقیق سے کوئی واسطہ نہیں، مثلاً منی کے انزال سے لازم نہیں آتا کہ تمام جسم کا غسل کیا جائے، بلکہ صرف عضو تناسل کی تطہیر سے انسان پاک ہوجاتا ہے، اگر تمام بدن ناپاک ہوجاتا ہے تو کس طرح؟

الجواب

یہ اللہ کی حکمتیں ہیں کہ ان کو ہر ایک اہل اسلام بھی نہیں جانتا، چہ جائیکہ ہندو۔ پس اس بحث میں نہ پڑنا چاہئے اور زبانی تو کچھ اس کے متعلق کہا بھی جاسکتا ہے، تحریر میں اس تفصیل کو لانے کی فرصت نہیں ہے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۵۳، ۱۵۴)

---

(۱) والمعانی الموجبة للغسل إنزال المنی علیٰ وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم والیقظة الخ والتقاء الختانین من غیر إنزال الخ والحیض وکذا النفاس، الخ. (الهداية، فصل فی الغسل: ۱/۳۷، ظفیر)

قرآن مجید میں ہے: ''وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا''. (سورۃ المائدۃ: ۶)

عن علی رضی اللّٰه عنه قال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لا تفعل إذا رأیت المذی فاغسل ذکرک وتوضأ وضوئک للصلوٰة فإذا فضخت الماء فاغتسل. (أبو داؤد، باب فی المذی: ص۳۱ نمبر ۲۰۶) دوسری روایت میں ہے: إذا حذفت فاغتسل من الجنابة وإذا لم تکن حاذفاً فلا تغتسل. (مسند أحمد، علی بن أبی طالب: ۱/۱۷۳، نمبر ۸۴۹، انیس)

(۲) أما المسئلة الأولیٰ و هی إیجاب الشارع صلی اللّٰه علیه وسلم الغسل من المنی دون البول فهذا من أعظم محاسن الشریعة وما اشتملت علیه الرحمة والحکمة والمصلحة فإن المنی یخرج من جمیع البدن، ==

جنابت کی صورت میں پورے بدن کے غسل کا فلسفہ:

سوال:۔ جنابت کی حالت میں پورے جسم کا غسل کیوں ضروری قرار دیا گیا ہے، حالانکہ نجاست تو عضو مخصوص سے نکلتی ہے، مناسب تو یہ ہے کہ صرف عضو مخصوص ہی دھویا جائے، آخر کار جنابت کا پورے جسم پر کیا اثر پڑتا ہے جس کی وجہ سے غسل میں ہر بال تک پانی پہنچانا ضروری قرار دیا گیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

احکاماتِ شرعیہ میں حکمتیں تلاش کرنا ضعفِ ایمان کی دلیل ہے، مسلمان کے لئے بغیر کسی چوں و چرا کے احکامِ شرعیہ پر عمل ضروری ہے، احکامِ شرعیہ میں حکمتیں تلاش کرنا ایمان کا تقاضا نہیں، کیونکہ ایمان اور اسلام فرمانبرداری اور اطاعت کا نام ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ احکامِ شرعیہ عقل سے متصادم ہیں، بلکہ ہماری عقل ناقص ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات ان حکمتوں اور فلسفوں کے ادراک سے ہم قاصر رہ جاتے ہیں۔

تاہم جنابت کی حالت میں پورے بدن کے دھونے کے بارے میں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جنابت سے جسم میں گرانی وکاہلی اور کمزوری وغفلت پیدا ہوجاتی ہے اور غسل سے دل میں قوت ونشاط وسرور اور بدن میں سبکساری پیدا ہوتی ہے، جنابت سے انسان کو ارواحِ طیبہ یعنی فرشتوں سے بُعد ودوری پیدا ہوتی ہے اور جب غسل کرتا ہے تو وہ بُعد اور دوری ختم ہوجاتی ہے، جب انسان مجامعت سے فارغ ہوجاتا ہے تو حالتِ جنابت میں ہونے کی وجہ سے اس کا دل انقباض اور تنگی کی حالت میں ہوتا ہے اور اس پر بوجھ سا طاری ہوجاتا ہے اور اپنے آپ کو نہایت تنگی اور گھٹن میں پاتا ہے اور جب دونوں قسم کی نجاستیں دور ہوجاتی ہیں اور انسان اپنے بدن کو ملتا اور غسل کرتا ہے تب اس کی گھٹن اور سستی دور ہوجاتی ہے۔

حاذق طبیبوں نے لکھا ہے کہ جماع کے بعد غسل کرنا بدن کی تحلیل شدہ قوتوں اور کمزوریوں کو لوٹا دیتا ہے اور بدن اور روح کے لئے نہایت نافع اور مفید ہے اور جنابت میں رہنا اور غسل نہ کرنا بدن وروح کے لئے سخت مضر ہے، اس امر کی خوبی پر عقل وفطرتِ سلیمہ کافی گواہ ہے۔

''وإليه أشار الشيخ ابن القيمؒ الجوزية حيث قال: فإن الاغتسال من خروج المني من أنفع شئ

== ولهذا سماه الله سبحانه سلالةً لأنه يسيل من جميع البدن الخ وأيضاً فإن الاغتسال من خروج المني من أنفع شيء للبدن والقلب والروح بل جميع الأرواح القائمة بالبدن فإنها تقوىٰ بالاغتسال، و الغسل يخلف عليه ما تحلل منه بخروج المني وهذا أمر يعرف بالحس، وأيضاً فإن الجنابة توجب ثقلاً وكسلاً والغسل يحدث له نشاطاً وخفةً ولهذا قال أبوذر الخ لما اغتسل من الجنابة كأنما ألقيت عني جبلاً الخ وقد صرح أفاضل الأطباء بأن الاغتسال بعد الجماع يعيد إلى البدن قوته ويخلف عليه ما تحلل منه وأنه أنفع شيء للبدن والروح وتركه مضر. (اعلام الموقعين مطبع أشرف المطابع، دهلي: ١/١٧٠) معلوم ہوتا ہے کہ منی چونکہ بدن کے تمام حصوں سے سمٹ کر خارج ہوتی ہے پھر یہ کہ نہانے سے بدن سے ضائع شدہ قوت کی تلافی ہوجاتی ہے اس لئے اسلام نے تمام جسم کا دھونا یعنی غسل کو ضروری قرار دیا ہے۔ ظفیر

لـلبدن والقلب والروح بل جميع الأرواح القائمة بالبدن فإنها تقوىٰ بالاغتسال، والغسل يخلف عليـه مـاتـحـلـل مـنـه بخروج المنى، وأيضاً فإن الجنابة توجب ثقلاً وكسلاً والغسل يحدث له نشـاطـاً وخفّةً (وبعد أسطر) وقدصرح أفاضل الأطبّاء بأن الاغتسال بعدالجماع يعيد إلى البدن ويـخـلف عـليه ماتحلل منه وأنه أنفع شئ للبدن والروح وتركه مضرّ". (اعلام الموقعين: جواب ابن القيم المفصّل عن باب الغسل من المنى، ج۲ص۴۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ: ۵۳۸و۵۳۹)

حالت جنابت میں وضو سے کیا فائدہ:

سوال: غسل جنابت میں اول وضو کرنے میں کیا فائدہ ہے؟ کیا ناپاکی دور کئے بغیر وضو ہو جاتا ہے؟ اسی طرح یہ چیز بھی کتب میں پائی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کی اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل رہا کہ مباشرت کے بعد وضو کر کے سونا چاہئے، یہ ناپاکی میں وضو کیسا؟ سمجھ میں نہیں آیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

حالت جنابت میں وضو کرنے سے طہارت تو حاصل نہیں ہوتی مگر حدث میں کچھ تخفیف ہو جاتی ہے اگر کسی حکم شرعی کی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو کیا حرج ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ: ۳۵/۲)

غسل جنابت کا وضو کب کرنا چاہیے:

سوال: وضو، غسل کرنے سے قبل کرنا چاہیے یا بعد میں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

جسم کی نجاست پاک کر کے وضو کرنا چاہیے اس کے بعد سر اور جسم پر پانی بہانا چاہیے، غسل میں وضو کا پہلے کرنا سنت ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد عثمان غنی، ۶/۲/۳۰، ۱۳۷ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۶۸/۲)

غسل جنابت سے پہلے وضو کرنے کا حکم:

سوال: غسل جنابت میں کسی نے سہواً یا قصداً وضو نہیں کیا لیکن اعضاء وضو خود بخود تر ہو گئے تو غسل درست ہوا یا نہیں اور اسی غسل سے بغیر وضو نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

---

(۱) (وسـنـنـه)....(البداءة بغسل يديه وفرجه)....(وخبث بدنه إن كان) عليه خبث لئلا يشيع (ثم يتوضأ) أطلقه فانصرف إلى الكامل. (الدر المختار على ردالمحتار، فصل فى سنن الغسل: ۲۹۱/۱-۲۹۲- مجاہد)

حـدثـتـنـى خـالـتـى ميمونة قالت: أدنيت لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم غسله من الجنابة، فغسل كفيه مرتين أو ثـلاثاً، ثم أدخل يده فى الإناء، ثم أفرغ به على فرجه، و غسله بشماله، ثم ضرب بشماله الأرض، فدلكها دلكاً شديداً، ثـم توضأ وضوءه للصلاة ثم أفرغ على رأسه ثلاث حفنات ملء كفه، ثم غسل سائر جسده، ثم تنحى عن مقامه ذلك فغسل رجليه، ثم أتيته بالمنديل فرده. (مسلم، باب صفة غسل الجنابة/ بخارى، باب الغسل مرة واحدة، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا اور پورے بدن کو دھونا فرض ہے۔(۱) اگر اس طرح کسی نے غسل کیا ہے تو وہ اس غسل سے نماز پڑھ سکتا ہے نماز درست ہوگی، غسل سے پہلے وضو کر لینا سنت ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد عثمان غنی، ۲۴/۶/۱۳۶۹ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۶۲/۲-۶۳)

غسلِ جنابت سے پہلے وضو کرنا ضروری نہیں:

سوال(۱): غسل جنابت کی حالت میں غسل کرتے وقت وضو سے پہلے بھی غسل کیا جا سکتا ہے اور پھر غسل سے فراغت پانے کے بعد وضو کیا جاتا ہے یا کہ ہر حالت میں غسل کرنے سے پہلے ہی وضو کر لینا لازم ہے؟ اگر زید نے وضو کرنے کے بعد غسل کرنا شروع کیا اور غسل سے فراغت سے پہلے ہی بوجہ اخراجِ ریح اس کا وضو ٹوٹ گیا، اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے دوبارہ وضو کرے اور اس کے بعد از سرِ نو غسل کرے یا وہ پہلے پورا غسل کرے اور اس کے بعد دوبارہ وضو کر کے نماز ادا کر سکتا ہے؟

(۲) زید علی الصباح غسل کرنے کی نیت سے اپنے مکان کے ساتھ ملحق غسل خانہ میں داخل ہوا، غسل سے فارغ ہونے کے بعد وہ بحالتِ عریانی اپنے کمرے میں داخل ہوا اور پھر وہاں پر کپڑے پہن کر نماز ادا کی۔ کیا اس سے اس کا وضو نہیں ٹوٹا، جبکہ مکان کے کسی فرد کی نظر اس پر نہ پڑی ہو؟ کیونکہ وہ سب اس وقت اپنے اپنے کمروں میں نیند کی حالت میں تھے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

(۱) سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو کرے پھر غسل کرے، وضو کے بعد اگر خروجِ ریح ہو جائے پھر غسل میں اعضائے وضو پر پانی بہا دیا جائے تب بھی کافی ہے، جداگانہ وضو کی ضرورت نہیں۔(۳)

---

(۱) "وفرض الغسل المضمضة و الاستنشاق وغسل سائر البدن". (الهداية، فصل فى الغسل: ۲۹/۱-مرتب)

عن محمد بن سيرين قال: سن رسول الله صلى اللّٰه عليه وسلم المضمضة والاستنشاق فى الجنابة ثلثا. (الدارقطنى، باب ماروى فى المضمضة والاستنشاق فى غسل الجنابة)

ابو حنيفة عن عثمان بن راشد عن عائشة بنت عجرد قالت قال ابن عباس رضى الله عنه: اذا اغتسل الجنب ونسى المضمضة والإستنشاق فليعد الوضوء بالمضمضة والإستنشاق. (مسند حافظ طلحہ بن محمد، مسند الامام حسن بن زیاد، کذا فی جامع المسانید: ۲۶۷/۱، ۲۶۸ بحوالہ اعلاء السنن: ۲۰۶/۱، ۲۰۷، فرضية المضمضة والإستنشاق فى الغسل المفروض، مکتبہ یحی، سہارنپور یوپی، انیس)

(۲) (وسننه)... (البداءة ... الخ. (الدر المختار على صدر رد المحتار، مطلب سنن الغسل: ۲۹۱/۱-۲۹۲)

(۳) (وسننه)... الخ. (الدر المختار: ۱۵۷/۱، سنن الغسل، سعيد، وكذا فى النهر الفائق: ۶۲/۱، سنن الغسل، مكتبه إمداديه، ملتان، وكذا فى بدائع الصنائع: ۲۶۹/۱، سنن الغسل، دار الكتب العلمية، بيروت)

عائشةؓ: أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم إذا اغتسل من الجنابة يبدأ فيغسل يديه ثم يفرغ بيمينه علىٰ شماله فيغسل فرجه ثم يتوضأ وضوءه للصلوٰة ثم يأخذ الماء فيدخل أصابعه فى أصول الشعر حتى إذا رأى أنه قد استبرأ حفن علىٰ رأسه ثلاث حفنات ثم أفاض علىٰ سائر جسده ثم غسل رجليه. (للستة بلفظ مسلم، جمع الفوائد غسل الجنابة: ۱۲۸، ۱۲۹، انیس)

(۲) اس کا وضو نہیں ٹوٹا، اتفاقاً اگر کسی کی نظر پڑ بھی جائے تب بھی وضو نہ ٹوٹا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۵/۸۸)

غسل جنابت میں بسم اللہ پڑھنی درست ہے یا نہیں:

سوال: غسل جنابت یا احتلام کے وقت شروع میں بسم اللہ وغیرہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

ہر غسل کے لیے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۵۹)

جنبی آدمی دعائیں وغیرہ پڑھ سکتا ہے:

سوال جنبی آدمی درود شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اذان کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں؟ کوئی اور عربی کی دعا پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھ لے تو اسے گناہ تو نہیں ہوگا؟

الجواب

سوال میں ذکر کی گئی تمام چیزیں پڑھ سکتا ہے۔ عربی دعائیں قرآنی ہوں، تو ان کو بہ نیتِ تلاوت نہ پڑھے، بلکہ بہ نیتِ دعا پڑھے۔

ویجب من سمع الأذان ولو جنباً. اهـ(درمختار علی الشامیة: ج۱/۲۹۲) ویحرم قراءة آیة من القرآن إلا بقصد الذکر إذا اشتملت علیه لاعلیٰ حکم أو خبر. (مراقی الفلاح). (قوله إلا بقصد الذکر) أی أو الثناء أو الدعاء إن اشتملت علیه فلا بأس به فی أصح الروایات، قال فی العیون: و لو أنه قرأ الفاتحة علیٰ سبیل الدعاء أو شیئاً من الآیات التی فیها معنی الدعاء ولم یرد به القرآن فلا بأس به واختاره الحلوانی وذکر فی غایة البیان أنه المختار کمافی البحر والنهر، اهـ. (طحطاوی: ص۷۷) فقط واللّٰه أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔۲۵/۱/۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء (خیر الفتاویٰ:۲/۹۰)

جنابت کی حالت میں سونا:

سوال: ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے، ایک شخص کے لڑکے لڑکیاں سیانے ہوگئے ہیں اور اس کا مکان بہت چھوٹا ہے تمام بچے اسی مکان میں رہتے ہیں... کبھی وہ اور اس کی اہلیہ مباشرت کرتے ہیں مگر مکان کے تنگ اور بچوں کے

(۱) برہنہ ہونا ناقض وضو نہیں۔

(۲) (وسننه) کسنن الوضوء سوی الترتیب، (درمختار) قوله کسنن الوضوء: أی من البداءة بالنیة والتسمیة والسواک والتخلیل والدلک والولاء. (ردالمحتار، مطلب سنن الغسل:۱/۱۴۲ ظفیر)

بیدار ہوجانے کی وجہ سے شرم وحیا لاحق ہونے کی بنا پر وہ رات کو غسل نہیں کرتے صرف تیمّم پر اکتفا کرتے ہیں اور صبح کو پہلی فرصت میں غسل کرتے ہیں تو یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟ یہ خیال رہے کہ اگر اس طرح نہ کیا جائے تو صحبت اور مباشرت کی کوئی سبیل نہیں، امید کہ جواب عنایت فرمائیں گے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

رات کو جماع کے بعد ظاہری نجاست دھو کر وضو کر کے سو جائے،(۱) مگر نماز فجر سے پہلے غسل کر کے نماز ادا کرنا ضروری ہے،(۲) نماز قضا کرنا جائز نہیں، ایسی حیا شرم جائز نہیں جس کی وجہ سے فرض نماز قضا ہوجائے، رات کو کسی وقت بھی غسل کر لیا جائے یا پھر دن کو جس وقت بچے نہ ہوں صحبت کا وقت نکال لیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

یکم محرم الحرام ۱۳۹۷ھ (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۶۳/۴) ☆

حالت جنابت میں کھانا پینا:

سوال: حالت جنابت میں شرعاً کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

حالت جنابت میں کھانا پینا درست ہے۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم (عزیز الفتاویٰ: ۱۹۵/۱)

جنابت کی حالت میں کھانا کھانے کا حکم:

سوال: ایک کتاب میں لکھا ہے کہ حالت جنابت میں طعام کھانا حرام ہے، اور وہ طعام اس شخص کو لعنت کرتا ہے اور شیطان اس طعام میں بَول ملا دیتا ہے اور اس شخص کے جسم کے بال جلاتے ہیں اور جو جان کر ناپاک رہے وہ شخص حشر میں قبر سے ناپاک اٹھے گا، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(۱) و لابأس للجنب أن ينام أويعاود أهله قبل أن يتوضأ وإن توضأ فحسن. (فتاویٰ عالمگيرية: ۱۶/۱، انیس)

(۲) عضيف بن الحارث أنه سأل عائشةؓ أى الليل كان يغتسل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قالت: ربما اغتسل أول الليل وربما اغتسل آخره، قلت: الحمدللّٰه الذى جعل فى الأمر سعة. (سنن النسائى، باب ذكر الاغتسال أول الليل. انیس)

☆ کیا غسل جنابت کئے بغیر سونا جائز ہے:

سوال: اہلیہ سے صحبت کرنے کے بعد تیمّم کر کے سو جانا درست ہے یا کہ غسل اور وضو بھی کرنا پڑے گا۔

الجواب

غسل یا وضو کر لینا افضل ہے، اس کے بغیر سونا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ فجر کی نماز قضا نہ ہو ورنہ گناہ گار ہوگا۔ (و لابأس للجنب أن ينام أويعاود أهله قبل أن يتوضأ وإن توضأ فحسن. (فتاویٰ عالمگيرية: ۱۶/۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم: ۱۱۶-۱۱۷)

(۳) كان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا أراد أن يأكل أويشرب غسل يديه ثم يأكل أويشرب. (سنن النسائى، جمع الفوائد، غسل الجنابة: ۱۳۴) لا قراءة قنوت (أى لا تكره) ولا أكله وشربه بعد غسل يد وفم، ولا معاودة أهله قبل اغتساله. (الدر المختار: ۲۹/۱، أبحاث الغسل، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــ

سب خرافات، غلط، جہال کی ہفوات غلط ہے۔(۱) فقط۔ بدست خاص ص: ۱۳۵۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۳۸۴)

حالت جنابت میں بغیر غسل کے سحری کھالیا تو روزہ ہوگا یا نہیں:

سوال: رمضان شریف میں سحری کے وقت کسی آدمی کو احتلام ہوا اور اسے یقین ہو کہ غسل کرنے کے بعد کھانے کا وقت باقی رہے گا مگر اس نے کاہلی کی غسل نہیں کیا اور کھانا کھالیا تو اس کا روزہ ہوگا یا نہیں اور حالت جنابت میں کھانا کھانے سے گناہ گار ہوگا یا نہیں اور حالت جنابت میں کھانا جائز ہے یا نہیں اور جائز ہے تو کس طرح کھائے وضو کرکے یا ہاتھ دھو کر کھائے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

حالت جنابت میں بغیر منہ دھوئے ہوئے یا وضو کئے ہوئے کھانا پینا خواہ رمضان میں ہو یا غیر رمضان میں، خلاف اولیٰ ہے بشرطیکہ ہاتھوں پر کسی قسم کی نجاست نہ لگی ہو، سحری کھاتے ہوئے مناسب تو یہ ہے کہ غسل کرڈالے یا وضو کرلے یا کم از کم ہاتھ دھوڈالے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۲/۲۸۶)

غسل جنابت سے پہلے کھانا:

سوال: غسل جنابت سے پہلے کھانا پینا کیسا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں کھایا، پیا، ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

غسل جنابت سے پہلے اگر کھانے پینے کی ضرورت ہو تو بدن طاہر کرکے وضو کرے۔(۳) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے، صحیحین میں یہ روایت موجود ہے۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد عباس، ۱۳۵۲/۱۲/۲۵ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۸۶)

---

(۱) عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال: لقينی رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأنا جنب فأخذ بيدی فمشيت معه حتى قعد فانسلك فأتيت الرحل فاغتسلت ثم جئت وهو قاعد فقال: أين كنت ياأباهريرة! فقلت له، فقال: سبحان اللّٰه "إن المؤمن لاينجس" هذا لفظ البخاری. (مشكوٰة المصابيح، باب مخالطة الجنب ومايباح له: ص۴۹)

لا قراءة قنوت (أی لا تكره)، ولا أكله وشربه بعد غسل يد وفم، ولا معاودة أهله قبل اغتساله. (الدر المختار: ۲۹/۱، أبحاث الغسل، انیس)

(۲) عن عائشة قالت: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا كان جنباً فأراد أن يأكل أو ينام توضأ وضوءه للصلوٰة. (مسلم، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج إذا أراد أن يأكل أو يشرب: ۲۲۰/۱)

ولا (يكره) أكله وشربه بعد غسل يد وفم. (الدر المختار: ۲۹/۱، انیس)

(۳) یعنی موضع نجاست کو دھو کر وضو کرے۔ مجاہد۔ (ولا بأس) لحائض وجنب (بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر اللّٰه تعالىٰ وتسبيح) وزيارة قبور، ودخول مصلّى عيد (وأكل وشرب بعد مضمضة، وغسل يد) وأما قبلهما فيكره لجنب لا لحائض مالم تخاطب بغسل. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الحيض: ۴۸۸/۱، ۴۸۹)

(۴) مسلم، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج إذا أراد أن يأكل أو يشرب. (۲۲۰/۱، انیس)

جنابت کی حالت میں کھانا پینا:

سوال: جنابت کی حالت میں کھانا پینا، حلال جانور ذبح کرنا درست ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ باسمہ تعالیٰ

جنابت کی حالت میں کھانا پینا اور دوسرے ایسے تصرفات جن میں طہارت شرط نہیں، جائز ہیں، مگر کھانے پینے سے پہلے استنجا اور وضو کر لینا اچھا ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا کان جنباً فأراد أن یأکل أوینام توضأ وضوء ہ للصلوٰۃ. (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطهارة، باب مخالطة الجنب ومایباح له، الفصل الأول: ص ۴۹/۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں جب کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرمالیا کرتے تھے۔

کتبہ محمد یوسف لدھیانوی، بینات۔ ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ (فتاویٰ بینات، جلد چہارم: ص ۴۴۶)

جنبی کو بغیر کلی پانی پینا مکروہ ہے:

سوال: جنبی کو غسل کرنے سے پہلے کوئی چیز پینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

بغیر کلی کئے پانی پینا مکروہ تنزیہی ہے اور کسی چیز کے پینے یا کھانے میں کوئی کراہت نہیں، پانی بھی صرف پہلا گھونٹ مکروہ ہے اس لئے کہ یہ پانی منہ کی جنابت زائل کرنے میں استعمال ہوا ہے، اسی طرح ہاتھ دھونے سے قبل کچھ کھانا پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

قال العلاء: ویکفی الشرب عباً، لأن المج لیس بشرط فی الأصح، قال فی الشامیة (قوله: یکفی الشرب عباً) أی لا مصاً، فتح، وھو بالعین المهملة والمراد به ھنا الشرب بجمیع الفم وھذا ھو المراد بما فی الخلاصة إن شرب علٰی غیر وجه السنة یخرج عن الجنابة و إلا فلا وبما قیل إن کان جاھلاً جاز وإن کان عالماً فلا أی لأن الجاھل یعب والعالم یشرب مصاً کما ھو السنة (قوله لأن المج) أی طرح الماء من الفم لیس بشرط للمضمضة خلافاً لماذکرہ فی الخلاصة نعم ھو الأحوط من حیث الخروج عن الخلاف وبلعه إیاہ مکروہ کما فی الحلیة. (ردالمحتار: ۱۴۱/۱) فقط۔ ۲۹/ ذی الحجہ ۸۵ھ (احسن الفتاویٰ: ۳۰/۲)

غسل جنابت میں تاخیر کرنا اور کھانا پینا:

سوال (۱): ہمارے یہاں کے امام صاحب نے فجر کے وقت غسل جنابت نہیں کیا اور فجر کی نماز قضا کی اور ظہر میں غسل کر کے نماز پڑھی، اس درمیان میں حقہ اور روٹی وغیرہ کھاتے پیتے رہے تو صحیح ہے یا غلط، جبکہ ان کو اس حرکت پر ٹوکا گیا؟

جنبی کا جوٹھا کھانا، پینا:

سوال (۲): ان کا جھوٹا حقہ پینے والوں پر غسل واجب ہوا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

(۱) نمازِ فجر کا قضا کر دینا اور ظہر تک بلا عذر شرعی کے مؤخر کر دینا، کبیرہ گناہ ہے، لیکن بلا غسل کے، جو کچھ کھایا پیا، وہ حرام نہیں۔(۱)

(۲) جن لوگوں نے ان کے ساتھ یا ان کا بچا ہوا کھایا پیا، ان پر غسل واجب نہیں ہوا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۱/۱/۹۳ھ، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۱۵/۵)

جنبی کے ہاتھ کا کھانا:

سوال: جو عورت حالت جنابت میں ہو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کیسا ہے، کیا وہ ناپاک ہے، یا پاک؟

الجواب ــــــــــــــــــ

جس کو جنابت یعنی غسل کی حاجت ہو اس کو ناپاک کہہ سکتے ہیں، مگر یہ ناپاکی ایسی نہیں ہے کہ اس کے بدن پر ناپاکی کے احکام جاری ہوں یہ ناپاکی حکماً ہے یعنی نماز پڑھنے، مسجد میں داخل ہونے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں تو وہ ناپاک ہے مگر کھانے پینے میں اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۲۶۸/۲)

جنبی نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا:

سوال: جنبی اگر بالٹی میں ہاتھ ڈال کے پانی لیکر غسل کرے تو پانی پاک رہے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر جنبی کے ہاتھ میں ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو پانی پاک ہے مگر ہاتھ ڈالنے سے مستعمل ہو جانے کی وجہ سے اس

---

(۱) لا قراءة قنوت (أی لا تكره)، ولا أكله وشربه بعد غسل يد وفم، ولا معاودة أهله قبل اغتساله. (الدر المختار: ۲۹/۱، أبحاث الغسل، سعيد، وكذا فی الفتاویٰ العالمكيرية: ۱۶/۱، الفصل الثانی فی المعانی الموجبة للغسل، رشيديه. وكذا فی الحلبی الكبير: ص ۵۶، الغسل فی أربعة سنة، سهيل أكيڈمی، لاهور)

(۲) سؤر الآدمی طاهر بالاتفاق سواء كان مسلماً أو كافراً أو جنباً أو حائضاً أو محدثاً، الخ. (الحلبی الكبير: ص: ۱۶۶، فصل فی الآسار، سهيل أكيڈمی، لاهور. وكذا فی بدائع الصنائع: ۲۷۴/۱، مطلب: سور الكلب والخنزير، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۳) مشكوٰة المصابيح، باب مخالطة الجنب وما يباح له: ۴۹.

لا قراءة قنوت... الخ. (الدر المختار: ۲۹/۱، أبحاث الغسل، انيس)

پانی سے غسل درست نہ ہوگا، لہذا ہاتھ دھوکر بالٹی میں ڈالے،(۱) البتہ اگر بدون ہاتھ ڈالے پانی لینے کی اور کوئی صورت نہ ہو تو ایسی مجبوری میں یہ پانی مستعمل شمار نہ ہوگا، بعض فتاویٰ کے مطابق اگر صرف انگلیاں پانی میں ڈالیں ہتھیلی نہیں ڈوبی تو پانی مستعمل نہیں ہوا، مگر اس کی وجہ غیر معقول ہے۔ اللّٰهم إلاأن يوجه بتعسر الصون منه. قال في شرح التنوير: بأن يغسل بعض أعضائه أويدخل يده أورجله في حب لغير اغتراف ونحوه، فإنه يصير مستعملاً، وفي الشامية تحت(قوله بأن يغسل): في الخلاصة وغيرها إن كان أصبعاً أوأكثر دون الكف لايضر، قال في الفتح: ولايخلو من حاجته إلى تأمل وجهه. (ردالمحتار: ۱۸۴/۱، مبحث الماء المستعمل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ غرہ ذی قعدہ ۹۳ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۰/۲)

جنبی کا ایسے برتن میں ہاتھ ڈالنا جس میں نل کا پانی گر کر بہہ رہا ہو:

سوال: نل سے پانی بالٹی میں گر کر بہنے لگے اور جنبی ہاتھ ڈال کر غسل کرے تو پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب ـــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

یہ پانی پاک ہے اور اس سے غسل بھی درست ہے اس لئے کہ یہ جاری ہے۔ قال في الهداية: والماء الجاري إذا وقعت فيه النجاسة جاز الوضوء به إذا لم يرلها أثر، وقال: والجاري ما لايتكرر استعماله. (هداية: ۳۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ غرہ ذی قعدہ ۹۳ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۰/۲-۴۱)

حالت جنابت میں ذکر وتلاوت کا حکم:

سوال: جنابت کی حالت میں کلمہ طیبہ، درود شریف اور قرآن کریم پڑھنا جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

کلمہ طیبہ، درود شریف اور ہر قسم کا ذکر جائز ہے، مگر قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹/ربیع الآخر ۹۹ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳۸/۲)

---

(۱) عن أبي هريرةؓ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إذا استيقظ أحدكم من نومه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها ثلاثاً فإنه لا يدري أين باتت يده". (مسلم، باب كراهية غمس المتوضي وغيره يده المشكوك في نجاستها في الإناء قبل غسلها ثلاثاً، ص۱۳۶، نمبر ۶۴۳/۲۷۸/ ترمذی، باب ماجاء إذا استيقظ أحدكم من منامه، انیس)

(۲) عن ابن عمرؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئاً من القرآن". (ترمذي، باب ماجاء في الجنب والحائض انهمالايقرء ان القرآن/شرح معاني الآثار: ۸۸/۱، انيس)

(و) يحرم به (تلاوة قرآن) ولو دون آية على المختار (بقصده) فلو قصد الدعاء أو الثناء أو افتتاح أمر أو التعليم ولقن كلمة كلمة حل في الأصح، حتى لو قصد بالفاتحة الثناء في الجنازة لم يكره، الخ. (الدرالمختار على صدر ردالمحتار، أبحاث الغسل، مطلب يطلق الدعاء على مايشمل الثناء: ۱۷۲/۱، بيروت، انيس)

حالت جنابت میں درود شریف پڑھنے کا حکم:

سوال: حالتِ جنابت میں درود شریف کا معمول پورا کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ

حالت جنابت میں صرف قرآنِ کریم کی تلاوت ممنوع ہے،(۱) لیکن دعائیں، اذکار وتسبیحات اور درود شریف پڑھنا، ناجائز نہیں، البتہ مستحب یہ ہے کہ درود شریف اوراذکار ودعا کے لئے کم ازکم وضو کرلے۔

لما فی الدر المختار:(ولابأس)لحائض وجنب(بقراء ة أدعية ومسهاوحملهاوذكر اللّٰه تعالىٰ وتسبيح)وقال الشامي:يشير إلىٰ أن وضوء الجنب لهذه الأشياء مستحب كوضوء المحدث.(شامي،باب الحيض:۱/۱۹۳)و اللّٰه أعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ ۱۴/۳/۷ ۱۳۹ھ (فتویٰ نمبر ۲۸/۳۲۶ ب) (فتاویٰ عثمانی:۱/۳۶۲،۳۶۳)

حالت جنابت میں سلام کہنا جائز ہے:

سوال: حالت جنابت اور حیض میں کسی سے سلام مصافحہ کرنا کھانا پینا مویشی وغیرہ رہنے کے گھر میں داخل ہونا شرعاً منع ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

بحالت جنابت نماز پڑھنا، کلام پاک کی تلاوت کرنا یا بلا غلاف چھونا اور مسجد میں داخل ہونا منع ہے اس کے سوا اور سب کچھ جائز ہے، حالت حیض میں بھی امور مذکورہ اور روزہ اور جماع کے سوا سب کچھ جائز ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۴/رجب ۹۱ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۳۳)

جنابت کی حالت میں سلام اور ذکر:

سوال: کیا احتلام کی صورت میں قرآن کی آیت لکھا ہوا کاغذ جیب میں رکھنا، سلام کرنا، اللہ اکبر کہنا، قرآن کے بازو سے گزرنا اور کھنڈر جگہ پر جانا درست ہے یا نہیں؟ (محمد متین احمد، بسوکلیان)

---

(۱) علی رضی اللہ عنہ قال:كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأالقرآن على كل حال الاالجنابة.(رواه النسائي في السنن الكبرىٰ: ۱/۲۲،نمبر ۲۶۲/شرح معاني الآثار: ۱/۸۷،انیس)

(۲) " لاَ تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَاتَقُوْلُوْنَ وَلاَجُنُباً إِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا". (سورۃ النساء)

اس آیت قرآنی سے پتہ چلتا ہے کہ جنبی نماز نہ پڑھ سکتا ہے اور نہ ہی مسجد میں جاسکتا ہے۔انیس

سمعت عائشةؓ......فقال:"وجهوا هذه البيوت عن المسجد فإني لا أحل المسجد لحائض ولاجنب.(أبوداؤد،باب في الجنب يدخل المسجد،ص۳۴،نمبر۲۳۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنبی مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا ہے۔انیس

(ولا بأس) لحائض وجنب (بقراء ة أدعية ومسها وحملها وذكر اللّٰه تعالىٰ وتسبيح)وقال الشامي:يشير إلىٰ أن وضوء الجنب لهذه الأشياء مستحب كوضوء المحدث.(ردالمحتار،باب الحيض:۱/۱۹۳، انیس)

الجواب

جب آدمی کو غسل کی ضرورت ہو، تو اس حالت میں قرآن مجید پڑھنے، قرآن مجید کو چھونے اور مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت ہے، چونکہ نماز بھی قرآن ہی سے متعلق ہے، اس لئے اس حالت میں نماز بھی ادا نہیں کی جاسکتی، باقی دوسرے اذکار پڑھنے کی قرآن وحدیث میں کہیں ممانعت وارد نہیں ہوئی ہے، اس لئے اس حالت میں قرآن کی آیات لکھے ہوئے کاغذ کا جیب میں رکھنا، سلام کرنا، اللہ اکبر کہنا، قرآن مجید کو ہاتھ لگائے بغیر قریب سے گزرنا اور مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ میں داخل ہونا درست ہے، اس میں مضائقہ نہیں۔(۱) (کتاب الفتاویٰ:۲/۲۶)

حالت جنابت میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا:

سوال: حالت جنابت میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے۔نظیرہ فی الدر المختار: **(ولا بأس) لحائض وجنب (بقراءة أدعية)الخ(باب الحيض: ج۱ص۱۹۵)وفی العالمگیرية: ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان و نحو ذلک.** (ج۱ص۲۴) (فتاویٰ احیاء العلوم جلد اول:ص۲۹۴)

حالت جنابت میں بال اور ناخن کاٹنا:

سوال: حالت جنابت میں بال وناخن کاٹنا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

الجواب باسم ملهم الصواب

مطلق کراہت کا قول ملتا ہے جس سے بالعموم کراہت تحریمیہ مراد ہوتی ہے مگر یہاں قرائن سے کراہت تنزیہیہ معلوم ہوتی ہے۔**قال فی الهندية: حلق الشعر حالة الجنابة مكروه وكذا قص الأظافير، كذا فی الغرائب. (عالمگيرية:۳۵۸/۵)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔(احسن الفتاویٰ:۲/۳۸)

بحالتِ جنابت ناخن اور بال ترشوانا:

سوال: غسل واجب ہو، غسل سے پہلے ناخن اور بال ترشوانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامدًا و مصلياً

بحالت جنابت ناخن اور بال ترشوانا مکروہ ہے۔(۲) پاکی کے بعد ترشوائے۔فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۱۱۵-۱۱۶)

---

(۱) (لابأس) لحائض وجنب (بقراءة أدعية). (درمختار: ج۱ص۱۹۵) حائضہ اور جنبی کے لیے دعاؤں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔وفی العالمگيرية: ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان و نحو ذلک. (ج۱ص۲۴، انیس)

(۲) حلق الشعر حالة الجنابة مكروه، وكذا قص الأظافير، كذا فی الغرائب. (الفتاویٰ العالمگيرية:۳۵۸/۵، الباب التاسع عشر فی الختان والخضاب وغيره، رشيديه، وكذا فی إمداد الفتاویٰ:۲۸/۱، باب الغسل، مكتبه دار العلوم، کراچی)

بحالت جنابت بال کٹوانا مکروہ ہے:

سوال: بحالت جنابت خط بنوانا، بال کتروانے اور ناخن ترشوانے جائز ہیں یا نہیں اور یہ قول کہ ایسی حالت میں غسل سے پہلے بالوں یا ناخن کے جدا کرنے سے بال اور ناخن جنبی رہیں گے اور قیامت کو مستغیث ہوں گے کہ ہم کو جنبی چھوڑا گیا، صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

فی رسالة هداية النور لمولانا سعد اللهؒ، در مطالب المؤمنین می آرد: ستردن وتراشیدن موئے وگرفتن ناخنہا در حالت جنابت کراہت ست اھ اس سے امر مسئول عنہ کی کراہت معلوم ہوئی۔(۱) باقی اس کے متعلق جو قول نقل کیا گیا ہے، کہیں نظر سے نہیں گزرا، اور ظاہراً صحیح بھی نہیں۔ تتمۂ ثالثہ صفحہ ۱۶۔ (امداد الفتاویٰ جدید جلد اول ص ۵۸)

حالت جنابت میں بچے کو دودھ پلانا اور کھانا پکانا جائز ہے:

سوال: حالت جنابت میں عورت بچے کو دودھ پلاسکتی ہے؟ اور کھانا وغیرہ پکا سکتی ہے؟ جبکہ سردی کی شدت کے سبب مشکل ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

دودھ پلاسکتی ہے اور کھانا وغیرہ بھی پکا سکتی ہے۔(۲) فقط۔ ۱۷/ ذی قعدہ ۹۴ھ (احسن الفتاویٰ: ۳۶/۲) ☆

جنابت کی حالت میں قرآن چھونے اور پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک شخص پر غسل واجب ہے، وضو کر کے قرآن مجید پر ہاتھ لگا کر، پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) حضرت مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ تحریر فرماتے ہیں "بال کترنے اور مونڈنے اور ناخن کترنے کو بحالت جنابت بعض فقہا نے مکروہ لکھا ہے، بظاہر مراد مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے، جس کا مآل خلاف اولیٰ ہے۔
عالمگیری جلد خامس میں ہے: حلق الشعر حالة الجنابة مکروہ، و کذا قص الأظافیر، کذا فی الغرائب". (فتاویٰ دار العلوم: ۲۳/۱)
علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "هما أعلم بکراهية إزالة شعر الجنب وظفره دلیلاً شرعیاً، آه". (فتاویٰ ابن تیمیہ ۴۴/۱، سعید)

(۲) وفيه جواز مصافحة الجنب واتفقوا علىٰ طهارة عرق الجنب والحائض. (حاشية مشكوٰة: ص ۴۹ ج ۱، انیس)

☆ جنبیہ دودھ پلاسکتی ہے:

سوال جنبی عورت بچے کو دودھ پلاسکتی ہے یا نہیں؟ بلا عذر یا عذر میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ (غلام اکبر چانڈیہ ڈی جی خان)

الجواب ــــــــــــــــ

جائز ہے پلاسکتی ہے۔ وفيه جواز مصافحة الجنب واتفقوا علىٰ طهارة عرق الجنب والحائض، اهـ. (حاشية مشكوٰة: ص ۴۹ ج ۱) فقط و الله أعلم۔ بندہ محمد اسحاق غفرلہ۔ ۱۶/۳/۱۳۹۵ھ (خیر الفتاویٰ: ۸۷/۲-۸۸)

الجواب

جنابت کی حالت میں جب انسان پر غسل واجب ہو، اس کے لئے قرآن کریم کا چھونا پڑھنا سب ناجائز ہے، (۱) اورصرف وضو کرنے سے جنابت ختم نہیں ہوتی، اس لئے صرف وضو کرنے سے قرآن کریم کا چھونا یا پڑھنا بھی جائز نہیں ہوتا، اس کے لئے غسل ضروری ہے، (۲) واللہ اعلم بالصواب

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۷/۱۲/۱۳۸۷ھ (فتویٰ نمبر ۱۴۶۷/۱۸، الف)

الجواب صحیح، محمد عاشق الٰہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ عثمانی: ۳۶۳/۱)

حالت جنابت میں جزدان کے ساتھ قرآن چھونا جائز ہے یا نہیں:

سوال: حالت جنابت میں قرآن شریف کو جزدان کے ساتھ چھو سکتے ہیں یا نہیں، اور بے وضو قرآن شریف اور درود شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جزدان کے ساتھ جنبی قرآن شریف کو چھو سکتا ہے۔ (۳) اور بے وضو کا پڑھنا قرآن اور درود شریف کا درست ہے۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱۷۰/۱، ۱۷۱)

(۱) فتاویٰ شامیہ: ج ۲۹۳/۱، ایچ ایم سعید، وفی مشکاة المصابیح: ۴۹/۱، طبع قدیمی کتب خانہ۔

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئاً من القرآن". (رواہ الترمذی) وفی المرقاة تحتہ: ۱۶۰/۲: وفی شرح السنة: اتفقوا علىٰ أن الجنب لایجوز له قراءة القرآن ...... والحاصل أن جمهور العلماء على الحرمة، إذ هی لائقة بتعظیم القرآن، وفی الدلالة علیها الأحادیث الکثیرة المصرحة بها وإن کانت کلها ضعیفة لأن تعدد طرقها یورثها قوة أی قوة ترقیها إلىٰ درجة الحسن لغیره وهو حجة فی الأحکام. وفی الدر المختار: ۱۷۲/۱، یحرم به تلاوة قرآن ولو دون آیة على المختار بقصده ومسه، وفی الهندیة: ۳۸/۱: ومنها حرمة قراءة القرآن لاتقرأ الحائض والنفساء والجنب شيئاً من القرآن، والآیة ومادونها سواء فی التحریم على الأصح۔ نیز دیکھئے حوالہ سابقہ، محمد زبیر حق نواز

(۲) عن عبداللّٰہ بن أبی بکر عن أبیه قال: کان فی کتاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لعمرو بن حزم: "لاتمس القرآن إلا علىٰ طهر". (الدارقطنی، باب فی نهی المحدث عن مس القرآن، ج اول، ص ۱۲۸، نمبر ۴۲۹، انیس)

(۳) ولایجوز لهم أی للجنب والحائض والنفساء مس المصحف إلا بغلاف وکذا کل ما فیه آیة تامة من لوح أو درهم ونحو ذلک، لقوله تعالىٰ: "لاَ يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ". (غنیة المستملی: ۵۶، ظفیر)

حکیم بن حزام قال: لما بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم إلی الیمن قال: لاتمس القرآن إلا وأنت طاهر". (مستدرک على الصحیحین: ۵۵۲/۳، نمبر ۶۰۵۱، المعجم الأوسط للطبرانی: ۳۲۷/۳، نمبر ۳۳۰۱، انیس)

عن عامر وسالم قالا: لایمس الرجل الدرهم فیها کتاب اللّٰہ وهو جنب، قال: وقال عطاء والقاسم: یمسها إذا کانت مصرورة فی خرقة". (مصنف ابن أبی شیبة، باب الرجل یمس الدرهم وهو جنب: ۱۰۷/۱، نمبر ۱۲۱۹، مصنف عبدالرزاق، باب مس المصحف والدراهم التی فیها القرآن، انیس)

(۴) ولا تکره قراءة القرآن للمحدث ظاهراً أی علىٰ ظهر لسانه حفظاً بالإجماع. غنیة المستملی: ص ۵۷. والوضوء لمطلق الذکر مندوب وترکه خلاف الأولىٰ. (الدر المختار علىٰ ردالمحتار، أبحاث الغسل، بعد مطلب یطلق الدعاء الخ: ۱۶۱/۱، ظفیر)

جنبی کا قرآن چھونا اور دوسری جگہ لے جانا:

سوال: قرآن شریف غسل کی حاجت میں چھوسکتا ہے اور ہاتھ میں لیکر کہیں لے جاسکتا ہے یا کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جنابت اور حاجت غسل کی حالت میں قرآن پاک پر کپڑا لپٹا ہوا ہوتو اس کے اوپر سے چھوسکتے ہیں۔(۱) اور ساتھ میں لے جا بھی سکتے ہیں، بغیر کسی حائل کے جنابت کی حالت میں، اسی طرح بے وضو کی حالت میں بلا کسی حائل کے نہیں چھو سکتے۔(۲) فرق یہ ہے کہ بے وضو کے زبان سے بلا قرآن پاک چھوئے ہوئے پڑھ سکتا ہے۔(۳) اور حاجت غسل کی حالت میں بلا غسل کئے زبان سے بھی نہیں پڑھ سکتا۔(۴) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، ۱۳۸۵/۱۰/۲۱ھ

الجواب صحیح: محمود عفی عنہ۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۱۳۴)

حالتِ جنابت میں کمپیوٹر سے قرآن لکھنے کا حکم:

سوال: جنابت کی حالت میں قرآنی آیات کی کتابت بذریعہ ٹائپ رائٹر یا کمپیوٹر کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

شریعتِ مقدسہ میں قرآن کریم کا احترام اصلاً مقصود ہے، یہی وجہ ہے کہ جُنب آدمی کے لئے قراءتِ قرآن (تلاوت کرنا) درست نہیں، اسی طرح فقہاء کرام نے جُنب کے لئے قرآنِ کریم کا لکھنا بھی منع فرمایا ہے۔ چونکہ ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر کے ذریعے حالتِ جنابت میں قرآن لکھنا ہوتا ہے اس لئے درست نہیں۔(۵)

---

(۱) حرمة مس المصحف: لايجوز لهما وللجنب والمحدث مس المصحف إلابغلاف متجاف عنه كالخريطة. (فتاویٰ هندية:۱/۳۸، رشیدیہ، پاکستان)

(۲) عن عبداللّٰه بن أبي بكر عن أبيه قال: كان في كتاب النبي صلى الله عليه وسلم لعمرو بن حزم: "لاتمس القرآن إلاعلٰى طهر". (الدارقطني، باب في نهي المحدث عن مس القرآن، جلداول،ص۱۲۸، نمبر۴۲۹، انیس)

(۳) ولا تكره قراءة القرآن للمحدث ظاهراً أي علٰى ظهر لسانه حفظاً بالإجماع. (غنیةالمستملي:ص۵۷، انیس)

(۴) عن ابن عمرؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئاً من القرآن". (ابن ماجة، باب ماجاء في قراءة القرآن على طهارة، نمبر۵۹۵، انیس)

(۵) قرآن لکھنا اس صورت میں ممنوع ہے جبکہ کاغذ پر ہاتھ پڑے اور اگر کاغذ پر ہاتھ نہ لگے تو اس کے جواز میں اختلاف ہے، اسی وجہ سے عندالضرورۃ گنجائش ہے، اور ٹائپ رائٹر یا کمپیوٹر سے قرآن لکھنے میں نہ الفاظ قرآنی پڑھنے کی نوبت آتی ہے اور نہ ہی چھونے کی، لہٰذا اس صورت میں قرآن لکھنے کی گنجائش اور واضح ہے، ہاں البتہ خلاف ادب ہوگا، جیسا کہ طحطاوی کی عبارت سے واضح ہے۔ انیس

البتہ بے وضو ان جدید ذرائع سے کتابتِ قرآن کی جاسکتی ہے بشرطیکہ قرآنی آیات کو ہاتھ نہ لگے۔

لما في الهندية: "والجنب لايكتب القرآن وإن كانت الصحيفة على الأرض ولايضع يده عليها وإن كان مادون الآية". (الفتاویٰ الهندية: ج۱ص۳۹، الفصل الرابع في أحكام الحيض)(۲)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۶۶)

غسل کی حاجت میں قرآن شریف کو ہاتھ میں لے کر مسجد میں جانا:

سوال: غسل کی حاجت میں قرآن شریف کو ہاتھ میں لے کر مسجد میں جاسکتا ہے، اس ارادہ سے کہ، میں وہاں جاکر اور پہلے غسل اتار کر، نماز پڑھنے کے بعد، میں قرآن مجید پڑھوں گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

پاک کپڑے میں لپیٹ کرلے جاسکتا ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، ۱۳۸۵/۱۰/۲۱ھ

الجواب صحیح: محمود عفی عنہ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۵۵)

جنبی کا کتب تفسیر وحدیث اور ترجمۂ قرآن کو ہاتھ لگانا:

سوال: جنبی کے لئے کتب حدیث وتفسیر کو چھونا یا پڑھنا یا حدیث وقرآن کا ترجمہ لکھنا یا زبانی پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جنبی کے لئے کتب حدیث وفقہ کو چھونا وپڑھنا درست ہے مگر خلاف اولیٰ ہے اور کتب تفسیر میں اگر تفسیر غالب ہو تو چھونا درست ہے ورنہ نہیں۔ قرآن لکھنے کے جواز میں اس صورت میں اختلاف ہے جبکہ کتابت اس طور پر ہو کہ کاغذ کو ہاتھ نہ لگے، عند الضرورۃ اس کی گنجائش ہے لیکن کاغذ کو ہاتھ لگانا کسی صورت میں جائز نہیں، ترجمۂ قرآن کو بھی بے وضو چھونے کے بارے میں فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بحکم قرآن قرار دیا ہے۔

---

(۲) قال السيد أحمد الطحطاویؒ: "وأما كتابة القرآن فلابأس بها إذاكانت الصحيفة على الأرض عند أبي يوسفؒ لأنه ليس بحامل للصحيفة وكره ذلك محمدؒ وبه أخذ مشائخ بخاریٰ". (الطحطاوي علیٰ مراقي الفلاح: ج۱ص۱۱۵، باب الحيض)

(۱) لايجوزلهما وللجنب والمحدث مس المصحف إلابغلاف متجاف عنه كالخريطة. (الفتاویٰ الهندية: ۱/۳۸، انیس)

قال فی الدر المختار:"وقد جوز أصحابنا مس کتب التفسیر للمحدث،ولم یفصلوا بین کون الأکثر تفسیراً أوقرآناً، ولوقیل به اعتباراً للغالب لکان حسناً، قلت:لکنه یخالف مامر فتدبر".

قال العلامة ابن عابدین:(قوله فتدبر):" لعله یشیر به إلٰی أنه یمکن ادعاء تقیید إطلاق المتن بما إذا لم یکن التفسیر أکثر، فلا ینافی دعوی التفصیل".(الدر المختار مع رد المحتار،قبل باب المیاه:۱/۱۶۴)

وفی الدر:"(و)لا تکره (کتابة قرآن والصحیفة أواللوح علی الأرض عند الثانی) خلافاً لمحمد، وینبغی أن یقال إن وضع علی الصحیفة ما یحول بینها وبین یده یؤخذ بقول الثانی وإلا فبقول الثالث قاله الحلبی".(الدرالمختار مع رد المحتار،قبل باب المیاه:۱/۱۶۲)

وفی باب الحیض منه:"(وقراءة قرآن) بقصده (ومسه) ولومکتوباً بالفارسیة فی الأصح". (الدر المختار مع ردالمحتار:۱/۲۷۰)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹/ذی قعدہ/۸۷ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۳۶)

جنابت کی حالت میں بوقتِ ضرورت مسجد میں جانا:

سوال: اگر مسجد کے باہر گرم پانی میسر نہ ہواور ٹھنڈے پانی سے غسل میں تکلیف ہوتی ہوتو گرم پانی کے لئے مسجد میں داخل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ایسا ہی بسا اوقات پانی کے پمپ کا بٹن مسجد کے اندر ہوتا ہے،تو کیا جُنب شخص پانی کی مشین چلانے کے لئے مسجد میں داخل ہوسکتا ہے؟

الجواب

اگر مسجد سے باہر غسل کا انتظام نہ ہواور ضرورت کے تحت مسجد میں داخل ہونا ضروری ہوتو تیمّم کر کے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔(۱)

قال ابن عابدینؒ:" لکن لقائل أن یقول:إن مراد المبتغی أن الجنب إذا وجد ماءً فی المسجد وأراد دخوله للاغتسال تیمم ویدخل".(ردالمحتار علی الدرالمختار،باب التیمم: ج۱ص۲۴۳)(۲)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۳۸)

(۱) أبو داؤد باب فی الجنب یدخل المسجد،ص۳۴،نمبر۲۳۲۔انیس

(۲) قال إبراهیم الحلبیؒ: "جنب وجد الماء فی المسجد ولم یجده فی غیره ولیس معه أحد یأتیه به ،تیمم لأجل الدخول". (کبیری ،باب التیمم:ص ۷۲)

بحالتِ جنابت مسجد میں داخل ہونا:

سوال: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا جائز تھا یا نہیں؟ اگر جائز تھا تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی یا سب کے واسطے برابر کا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا دروازہ مسجد میں تھا، لہٰذا بحالتِ جنابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرور کی اجازت تھی۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/رجب/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم، ۲۶/۷/۵۶ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱۳/۵-۱۱۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ بحالت جنابت مسجد سے گذرنے کی ممانعت سے مستثنیٰ کیوں:

سوال: **عن أبی سعید رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلیؓ: ”یاعلی! لایحل لأحد یجنب فی ھٰذا المسجد غیری وغیرک“ وقال علی بن المنذرؒ: قلت لضرار بن صرد: ”ما معنی ھٰذا الحدیث؟“ قال: ” لایحل لأحد یستطرقہ جنباً غیری وغیرک“. (ترمذی مع العرف الشذی، أبواب المناقب: ج۲ص۲۱۴)**

(۳) عن أبی بکرةؓ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخل فی صلوٰة الفجر، فأومأ بیدہ أن مکانکم، ثم جاء ورأسہ یقطر، فصلیٰ بھم.

وعن یزید بن ھارون قال: أخبرنا حماد بن سلمة بإسنادہ ومعناہ، وقال فی أولہ: فکبر، وقال فی آخرہ فلما قضی الصلاة قال: إنما أنا بشر، وإنی کنت جنباً. (سنن أبی داؤد: ۳۵/۱، باب الجنب یصلی بالقوم وھو ناسٍ، امدادیہ، ملتان)

قال العلامة السھارنفوریؒ تحت ھذہ الأحادیث: أخرج الترمذیؒ فی سننہ بسندہ عن أبی سعیدؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلیؓ: یا علی! لایحل لأحد أن یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک.......... فلما کان یحل لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم استطراق المسجد جنباً لا یستدل بہ لغیرہ، ولولم یکن لہ حلالاً، لم یکن اللّٰہ لیدعہ أن یدخل المسجد فی حالة الجنابة وھو علیہ حرام. (بذل المجھود فی حل أبی داؤد: ۱۴۱/۱، باب فی الجنب یصلی بالقوم وھو ناسٍ، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

وکذا فی قوت المغتذی علیٰ ھامش الترمذی: ۲۱۴/۲، أبواب المناقب، مناقب علی بن أبی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، سعید. جسرة بنت دجاجة، قالت: سمعت عائشة رضی اللّٰہ عنھا تقول: جاء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ووجوہ بیوت أصحابہ شارعة فی المسجد، فقال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: وجھوا ھذہ البیوت عن المسجد، ثم دخل النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یصنع القوم شیئاً رجاء أن تنزل فیھم رخصة، ==

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر فرمایا: کہ اے علی! میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے اس مسجد میں جنابت کی حالت میں رہنا جائز نہیں ہے۔علی ابن منذرؒ کہتے ہیں: کہ میں نے ضرار ابن صردؒ سے اس حدیث کا مطلب پوچھا، تو انھوں نے جواب دیا: کہ مطلب یہ ہے کہ جنبی ہونے کی حالت میں مسجد سے گذرنا میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے روا نہیں ہے''۔

سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بحالت جنابت دخول مسجد کی ممانعت سے مستثنیٰ کیوں رکھا گیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشریت سے خارج نہیں ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

حالت جنابت میں استطراق مسجد کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر ائمہ سب کے لئے قائل ہیں، ان کا استدلال آیت:

''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلاَجُنُباً اِلاَّ عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا''الآیة.(سورة النساء)

(اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے، یہاں تک کہ غسل کرلو) سے ہے۔

یہ حضرات جمع بین الحقیقۃ والمجاز کے قائل ہیں۔بطور صنعت استخدام، صلوۃ سے اول (حالت نشہ) میں ''حقیقت نماز'' اور ثانی (حالت جنابت) میں ''موضع صلوٰۃ'' یعنی مسجد مراد لیتے ہیں اور ''عابری سبیل'' سے استطراق یعنی حقیقی معنی مراد لیتے ہیں۔(۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو کہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز کے مانع ہیں ''صلوٰۃ'' کو ہر دو امور (حالتِ نشہ و جنابت) میں حقیقت پر حمل کرتے ہیں اور ''عبور سبیل'' کو سفر پر حمل کرتے ہیں اور حالت سفر میں بغیر غسل، تیمّم سے نماز کی اجازت دیتے

== فخرج إليهم فقال: وجهوا هذه البيوت عن المسجد ، فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب. (سنن أبي داؤد:۱/۳۲، باب في الجنب يدخل المسجد ، امداديه)

مسجد میں بحالتِ جنابت داخل ہونا اس وقت بھی جائز نہ تھا اور اب بھی کسی کیلئے جائز نہیں۔

ويحرم دخول المسجد بالحدث الأكبر لا مصلى عيد وجنازة،الخ. (الدرالمختار:۱/۱۷۱،باب الغسل، سعيد، وكذا في بدائع الصنائع:۱/۲۸۱،دارالكتب العلمية،بيروت)

(۱) قال ابن رشدؒ في بداية المجتهد:وقوم منعوا ذلك إلا لعابر فيه لامقيم ومنهم الشافعيؒ.(بداية المجتهد: ج۱ص۳۵)

ہیں۔اس لئے کہ عدم وجدان ماء، سفر میں عذر ہے حضر میں نہیں ہے، کیونکہ یہ چیز حضر میں عموماً نہیں پائی جاتی۔(۲)

دوسری توجیہ حنفیہؒ کے یہاں ''عبور سبیل'' کی مخصوص اس حالت کے ساتھ ہے کہ کسی کو مسجد میں جنابت بالاحتلام عارض ہوگئی اس کو **بالتیمم** اور بعض ائمہ (غالباً بخاریؒ بھی ان ہی میں سے ہیں) بغیر تیمم اس آیت سے ''عبور سبیل'' اور ''خروج عن المسجد'' کی اجازت دیتے ہیں۔(۳)

بہرحال جنب کے لئے استطراق مسجد مطلقاً ممنوع ہی نہیں تاکہ اشکال کیا جائے جو احادیث ممانعت پر دال ہیں، وہ صراحۃً یا بعض مراداً دخول کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں اور مسئولہ عنہا روایت استطراق پر دلالت کرتی ہے۔

اس لئے مخالفت اصل مذاہب نہ ہوگی اس صورت میں اوروں کو منع کرنا حقیقت میں فتح ابواب الی المساجد سے کنایہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ نہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ جملہ ازواج کے حجرے سب کے دروازے مسجد ہی کی طرف تھے اور علاوہ نماز کے جملہ امور مسلمین مسجد میں انجام پاتے تھے۔مجلس قضا بھی یہیں ہوتی تھی۔مجالس تعلیم ومشاورت بھی یہیں منعقد ہوتی تھیں اور دیگر امور متعلقہ بالامت یہاں ہی انجام پاتے تھے۔اس لئے ہر وقت مسجد میں آمد ورفت کی ضرورت پڑتی تھی۔اس لئے بخاری رحمہ اللہ نے ابواب مسجد میں ان جملہ امور کے لئے ابواب منعقد کئے ہیں۔

---

(۲) قال فی البدائع:''ولایباح للجنب دخول المسجد وإن احتاج إلیٰ ذلک یتیمم ویدخل سواء کان الدخول لقصد المکث أو للاجتیاز عندنا وقال الشافعیؒ: یباح له الدخول بدون التیمم إذا کان مجتازاً واحتج بقوله تعالیٰ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَاجُنُباً اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا''.

قیل:المراد من الصلوٰة مکانها وهو المسجد کذا روی عن ابن مسعودؓ وعابر سبیل هو المار یقال:عبر أی مرّ، نهی الجنب عن دخول المسجد بدون الاغتسال واستثنیٰ عابر السبیل وحکم المستثنیٰ یخالف حکم المستثنیٰ منه فیباح له الدخول بدون الا غتسال.

ولنا ما روی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:سدوا الأبواب فإنی لا أحلها لجنب ولا لحائض ''.

والهآء کنایة عن المساجد، نفی الحل من غیر فصل بین المجتاز وغیره.

وأما الآیة فقد روی عن علیؓ وابن عباسؓ:أن المراد هو حقیقة الصلوٰة وأن عابر السبیل وهو المسافر الجنب الذی لایجد الماء فیتیمم فکان هذا إباحة للصلوٰة بالتیمم للجنب المسافر إذا لم یجد الماء وبه نقول،وهذا التأویل أولیٰ لأن فیه بقاء اسم الصلوٰة علیٰ حالها.(بدائع الصنائع:ج۱ص۳۸)

(۳) نقل العلامة الشامیؒ:ولو أصابته جنابة فی المسجد قیل:لایباح له الخروج من المسجد من غیر تیمم اعتباراً بالدخول،وقیل: یباح.(شامی:ج۱ص۱۷۲)

بناءً علیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری تھا کہ مسجد ہی کی طرف دروازہ رکھیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بوقت مواخاۃ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حلیف اوراخ (بھائی) بنایا اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعداز بدر نکاح کردیا اوران کی آمدورفت اور دوسری ضروریات مقتضی تھیں کہ ان کا دروازہ بھی مسجد ہی کی طرف رکھا جائے، دوسرے لوگوں نے بھی اپنے اپنے دروازے مسجد کی طرف بنائے۔

اس حدیث میں ان کو دروازے بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے اوراس کی علت فرمائی گئی ہے کہ دروازوں کا مسجد کی طرف رہنا ''**مرورفی المسجد فی حالة الجنابة**'' کو مستلزم ہے اور یہ درست نہیں ہے۔

مگر چونکہ حسب قاعدہ ''**الضرورات تبیح المحظورات**'' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلئے ایسی ضرورتیں تھیں، جس کی بنا پراس کی اجازت دی جاسکتی ہے، اس لئے اور دروازے بند کردیئے جائیں، صرف یہ دروازے کھلے رہیں۔(۱)

اس کے بعد سب لوگوں نے اپنے اپنے دروازے دوسری طرف کھول لئے۔

مگر چونکہ نمازوں میں اور جماعت کے اوقات میں شرکت جماعت میں مشکلات حائل ہوئیں، تو کھڑکیوں کی اجازت چاہی، چنانچہ اس کی اجازت دیدی گئی کہ اس میں '' **استطراق فی حالة الجنابة** '' کی نوبت نہیں ہوسکتی تھی۔

پھر آخر میں ان خوخات (کھڑکیوں) کو بھی بند کرادیا گیا اور صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوخے کی اجازت دی گئی۔جس سے ائمہ نے خلافت کی طرف اشارۃً استنباط کیا ہے۔

مساجد کی تعظیم اوران کو امتہان سے بچانے کا حکم بھی تدریجاً ہوا ہے۔

چنانچہ یہ روایت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے حالت جنابت میں ''**بالتیمم مرور**'' کی اجازت اورخاص خاص احوال میں اجازت، ائمہ نے مجموعۂ احادیث سے جوکہ آخری استقراء حکم پر دلالت کرتی ہیں استنباط کیا ہے۔واللہ اعلم

(مکتوبات: ۱/۲۴۰ تا ۲۴۲)۔(فتاویٰ شیخ الاسلام: ص ۱۸ تا ۲۱)

ناواقفیت میں بحالت ناپاکی، نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: کسی شخص کورات کے وقت احتلام ہوجائے اورناواقفیت ہی میں وہ مسجد جاکر صبح کی نماز پڑھ لے، تو کیا گناہ گار ہوگا؟

(۱) قال الشامیؒ: وفیه: وقدعلم أن دخوله صلی اللّٰه علیه وسلم المسجدجنباً ومکثه فیه من خواصه وکذا هومن خواص علی رضی اللّٰه عنه کما ورد من طرق ثقات تدل علی أن الحدیث صحیح. (ردالمحتار: ۱/۱۷۱)

الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں جب کہ ناواقفیت کی بنیاد پر نجاست کی حالت میں نماز پڑھ لے، تو وہ گناہ گار نہ ہوگا۔(۱) لیکن ناپاکی کا احساس ہوتے ہی غسل کر کے، نماز کا اعادہ اس پر لازم ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۱۲/۶/۳/۱۳۷۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۶۰/۲، ۶۱)

جنبی کا مسجد کے غسل خانہ میں غسل کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام کہ بیوی سے جماع کرنے کے بعد حالت جنابت میں مسجد میں جا کر غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

مسجد کے غسل خانوں تک جانے کا راستہ مسجد کے باہر سے ہو تو بلا شبہ جا سکتے ہیں مگر اتنی تاخیر قطعاً درست نہیں۔

کما فی البدائع: ولا یباح للجنب دخول المسجد إن احتاج إلٰی ذلک تیمم ویدخل سواء کان الدخول لقصد المکث أو للاجتیاز (إلٰی قوله) (ولنا) ماروی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنه قال: "سدوا الأبواب فإني لا أحلها لجنب ولا لحائض"، والهاء کنایة عن المساجد، الخ. (۳۸/۱) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالافتاء والقضاء جامعہ بنوریہ، پاکستان، سیریل نمبر:۱۱۴۰۴)

ناپاک کپڑا غسل جنابت کے بعد پاک کرے یا پہلے:

سوال: حالت جنابت میں کپڑا جو ناپاک ہو گیا ہو اس کو غسل جنابت کے بعد پاک کرنا چاہیے یا غسل جنابت سے پہلے اور حالت جنابت میں کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ

حالت جنابت میں ناپاک کپڑے کو دھو کر پاک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لوگوں کا یہ خیال کہ جنابت کی حالت میں ناپاک کپڑا دھونے اور پاک کرنے سے کپڑا پاک نہیں ہوتا، غلط ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی:۲۷۶/۲)

---

(۱) عن أبي ذر الغفاري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "إن اللّٰه تجاوز عن أمتي الخطأ والنسیان وما استکرهوا علیه". (سنن ابن ماجة، باب طلاق المکره والناسي: ص۱۴۸)

(۱) عن أبي هریرة رضی اللہ عنہ قال: لقیني رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وأنا جنب فأخذ بیدي فمشیت معه حتی قعد فانسلک فأتیت الرحل فاغتسلت ثم جئت وهو قاعد فقال: أین کنت یا أباهریرة! فقلت له، فقال: سبحان اللّٰه! "إن المؤمن لا ینجس". (بخاري بحواله مشکوٰة المصابیح، باب مخالطة الجنب وما یباح له، انیس)